راشد کی نظم میں جدیدیت

ڈاکٹر رابعہ سرفراز، ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد
ڈاکٹر سمیرا اکبر، اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد
ڈاکٹر عبدالعزیز ملک، اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

ABSTRACT:

Nazar Muhammad Rashid is famous for his Urdu poems .He has written beautiful Free Verses in Urdu and created new style in the poetry. He is renowned for modernism in his Poems. He faced many ups and downs in his life for his new way in the poetry. He created poems on different new topics of life. Human being is a main character of his poems. He presented Urdu poems with the psychological aspects of mankind. His poems are not only about the society but also for the thoughts of a sensible person. He introduced free verse in Urdu and used it for such topics which were not presented in Urdu poetry before Rashid. He is the founder of a new era in Urdu poetry. His poems are full of meanings .One cannot understand the complete poem after one reading because Rashid used symbolic style for it. This article concludes that Rashid depicted new colors in the style of Urdu poems which are not only attractive but also very useful to express the feelings of a poet in the form of Urdu poem.

Key words: Rashid Free Verse Symbolic Poems Modernism Founder Style

راشد کی ابتدائی شاعری پر روایتی اثرات نمایاں ہیں لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انھیں رومانوی اور ترقی پسند خیالات نے بھی متاثر کیا۔ان کی شاعری نے موضوعی اور اسلوبی ہر اعتبار سے ارتقائی سفر کیا۔ مختلف رجحانات سے اثر کشید کرنے کے بعد راشد بہت جلد اپنی انفرادی تخلیقی شخصیت کی پہچان میں کامیاب ہو گئے۔ان کے اولین شعری مجموعے

ماورا 1941ء میں ایک تازگی نظر آتی ہے اور ان کی آواز اردو نظم میں تازہ ہوا کے ایک جھونکے کی مانند اپنی موجودگی کا لطیف احساس دلاتی ہے ۔اس کے بعد تازگی اور جدت کا یہ سفر ایک تسلسل کے ساتھ جاری رہا۔ایران میں اجنبی 1955ء ،لآ مساوی انسان 1969ء اور گمان کا ممکن 1976ء میں کسی مقام پر بھی فکری اور فنی حوالے سے جمود اور یکسانیت کا احساس نہیں ہوا۔

راشد کی نظموں میں جذبات و احساسات کے ساتھ ساتھ زبان پر مضبوط گرفت نظر آتی ہے ۔ان کی ابتدائی شاعری میں چند مقامات پر حسن و عشق اور تصوف و اخلاق کے روایتی مضامین کی خفیف جھلک نظر آتی ہے لیکن ان کی شاعری ایک پختہ فکر شاعر کی ماہرانہ خلاقی کی عکاس ہے۔ان کی فکر کا دائرہ اندروں سے بیروں کی طرف بڑھتا نظر آتا ہے اسی انداز نے ان کی نظموں کو عالمگیری اور آفاقی رنگ عطا کیا ہے راشد کی دروں بینی سطحی یا سرسری طرز کی حامل نہیں ہے بلکہ باطن پر غور و فکر سے عبارت ہے۔راشد کی شاعری کا محور و مرکز انسان ہے۔انھیں انسان کی نفسیات اور اس کے مسائل سے دلچسپی ہے۔

ڈاکٹر آفتاب احمد رقم طراز ہیں

> "میں سمجھتا ہوں کہ راشد شاعروں کے شاعر ہیں۔ان کی شاعری عام پسند شاعری نہیں ہوسکتی۔ محض اس لیے نہیں کہ اس میں روایتی اسالیب بیاں سے انحراف کیا گیا ہے بلکہ اس لیے بھی کہ اس میں معنوی اعتبار سے بھی ایک ایسا انحراف پایا جاتا ہے جسے قبول کرنا آسان نہیں۔"(۱)

راشد نے کھردرے اور سخت جذبات کو بہت مہارت کے ساتھ بیان کیا ہے۔جذباتی مسائل کی تہہ تک پہنچ کر ان کی وجوہات کا ادراک اور ان کے مختلف زاویوں کا بیان راشد کا خاصا ہے۔سماجی اور معاشرتی موضوعات کو نہایت بے باکی کے ساتھ اپنی نظموں کا موضوع بنانا اور اسے تہہ دار انداز میں بیان کرنا راشد کا ایک ایسا وصف ہے جو انھیں دیگر نظم گو شعرا سے ممتاز کرتا ہے۔ڈاکٹر فخر الحق نوری لکھتے ہیں:

> "ان کی شاعری سے شعری سانچوں اور اسالیب بیان کی تبدیلی' فارسیت اور ابہام وغیرہ کی شکایات بھی شروع ہی سے تھیں اور انھیں ادبی روایت کے ساتھ ساتھ مذہبی و معاشرتی روایات کا بھی باغی سمجھا جاتا تھا۔ رہی سہی کسر ان کی میت سوزی کے واقعے نے نکال دی ایک روایت پرست معاشرے میں کسی ایسے شاعر کے تمام ادبی کارناموں کے باوجود مقبول عوام تو کیا' مقبول خواص

ہونے کا بھی کتنا امکان ہو سکتا ہے؟ چنانچہ راشد کے ساتھ وہی کچھ ہوا جو ہو سکتا تھا۔ وہ عام پسند شاعر نہ بن سکے۔"(۲)

راشد کو اپنے عہد میں وہ پذیرائی نہ مل سکی جس کے وہ حق دار تھے لیکن اس کے بعد انھیں جب جب پڑھا گیا ان کی شعری عظمت کا بر ملا اعتراف کیا گیا۔ ڈاکٹر تبسم کاشمیری رقم طراز ہیں:

"جہاں تک راشد کی شعری عظمت کا تعلق ہے تو وہ ہماری ادبی تاریخ کے نابغہء روزگار تھے۔ ان کے بغیر جدید شعری تحریک کا تصور کرنا ناممکن ہے۔ ان کے نام کے ساتھ ایک شاعر ہی کا نہیں' ایک پوری شعری تحریک کا خیال آتا ہے۔"(۳)

ن۔م۔راشد نے اردو نظم کے محدود کنوس کو وسعت عطا کی۔ ان کے سیاسی شعور' سماجی بصیرت اور دور بینی نے اردو نظم کو جدت آشنا کیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ راشد کی شاعری کی تفہیم میں قابل قدر کاوشیں سامنے آ رہی ہیں۔ اردو شاعری کو جدیدیت آشنا کرنے میں ن۔ م۔ راشد کا نام سر فہرست ہے۔ انھوں نے موضوع' خیال' جذبے' احساس' ہیئت' اسلوب اور فن کے حوالے سے جدیدیت کے مختلف پہلو متعارف کرائے۔ ان کی فکر کا یہی انداز اردو نظم میں انقلاب آفریں تبدیلیوں کا باعث بنا۔

تو دلاک نے رکھ دیا
دانیال زمانہ کے سر میں
کسی بیل کا مغز لے کر
تو لوگوں نے دیکھا
جناب وزارت پناہ اب
فراست میں
دانش میں
اور کاروبار وزارت میں
پہلے سے بھی چاق و چوبند تر ہو گئے ہیں

(وزیرے چنیں)(۴)

گئے دنوں میں ایران میں ایک نائی رہتا تھا جو فن دلاکی میں ماہر تھا۔ قدرت نے اس کے ہاتھ میں ایک اور ہنر یہ بھی رکھا تھا کہ وہ زنگ آلود اذہان کی صفائی کر کے لوگوں کے پرانے اور بوسیدہ اذہان کو از سر نو نیا کر دیتا تھا۔ ایک روز اس کی دکان پر ایک وزیر آیا جو تیزی طراری اور شاہ کی وفاداری میں بہت مشہور تھا۔ اس نے نائی کی شہرت سنی تو سوچا کہ میں بھی اپنے ذہن کی صفائی کرالوں چنانچہ اس نے دلاک سے کہا کہ میرے ذہن کو صاف ستھرا کر دو۔ نائی نے وزیر کی کھوپڑی سے دماغ کو نکالا اور اسے کھرچ کھرچ کے صاف کر ہی رہا تھا کہ اچانک ایک خواجہ سرا بادشاہ کا پیغام لے کر آپہنچا کہ عالم پنہ وزیر کو دربار میں بلا رہے ہیں۔ وزیر تیزی سے اٹھا اور دربار کی طرف روانہ ہوا۔ اسی سراسیمگی میں وہ اپنا دماغ نائی کی دکان پر بھول گیا۔ سارا دن دربار میں دماغ کے بغیر امور انجام دیے اور اگلے دن یہ خیال آیا کہ دلاک کے پاس جاکر کھوپڑی میں اپنا دماغ لگوالوں کیونکہ کھوپڑی خالی خالی لگ رہی ہے۔ وزیر دلاک کی دکان پر پہنچا تو اس نے ڈرت ڈرت بتایا کہ آپ کا دماغ صاف کر کے دکان میں رکھا تھا کہ پڑوسی کی بلی روزن در سے آئی اور اسے کھا گئی۔ اب اگر آپ اجازت دیں تو کھوپڑی میں خالی جگہ بھرنے کے لیے میں کسی جانور کا دماغ آپ کی کھوپڑی میں لگادوں۔ وزیر اس بات پر آمادہ ہو گیا کہ ایک بیل کا دماغ اس کی کھوپڑی میں لگا کر خالی جگہ پر کر دی جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور دنیا نے دیکھا کہ وزیر کی فہم و فراست میں پہلے سے کئی گنا اضافہ ہو گیا۔ اس علامتی نظم کی معنی آفرینی پر غور کیجیے کتنی تلخ حقیقت کیسے عمدہ علامتی انداز میں بیان کی گئی ہے۔ نظم معنی آفرینی اور تہہ داری کی خصوصیات سے مزین ہونے کے ساتھ ساتھ زمان و مکان کی قید سے ماوراہے۔ ن۔م۔راشد نے اپنی نظم میں علامتیت اور تمثالیت کو بطور ہتھیار استعمال کیا۔ ان کی نظموں میں فکری و فنی ہم آہنگی نے بعد میں آنے والے نظم گو شعرا کی راہیں ہموار کیں۔ ہیئت کی تبدیلی سے موضوعات میں تازگی اور جدت آئی۔ راشد کی شاعری پر ان کی انفرادیت کا رنگ غالب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن شعرانے راشد کے انداز کی نقل کی کوشش کی ہے وہ اس جہاں سے سرسری گزرے ہیں اور ان کی نقل فوراً پہچانی جاتی ہے۔ ڈاکٹر انور سدید رقم طراز ہیں:

"ن۔م۔راشد اردو شاعری میں غالب اور اقبال کی طرح عہد ساز شاعر تھے تاہم اپنی توسیع میں وہ خود حائل نظر آتے ہیں اور ان کی آواز ذاتی دائرے میں گردش کرتی رہی۔"(۵)

طلسم ازل' تیل کے سوداگر' سباویران' نمرود کی خدائی' سومنات' ایک شہر' کون سی الجھن کو سلجھاتے ہیں ہم' کے خالق نے خوف اور افسردگی کی کیفیات سے باہر نکلنے کی حقیقی سعی کی ہے۔

سباویراں کہ اب تک اس زمیں پر
کسی عیار کے غارت گروں کے نقشِ پا باقی
سبا باقی 'نہ ماہرویے سبا باقی
سلیماں سر بزانو
اب کہاں سے قاصدِ فرخندہ پے آئے
کہاں سے کس سبو سے کاسہ ءپیری میں مے آئے(۶)

راشد نے زندگی کی مساوات میں انسان کو ایک گم شدہ ہندسہ قرار دیا ہے جس کی قیمت معلوم نہیں۔شاعری اور فن اس قیمت کو دریافت کرنے کی جدوجہد ہے۔ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں:

"ایران میں اجنبی کے سلیماں سر بزانو سے لے کر لا مساوی انسان کے جہاں زاد تک داخل کے احساس اور زندگی کے عمل میں ایک ارتقائے مسلسل کی پوری نشاندہی ہوتی ہے۔"(۷)

ن۔م۔راشد کے نزدیک مستقبل ماضی سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ان کے نزدیک اصل مسئلہ آئندہ ہزاروں سال کا ہے گزشتہ ہزاروں برسوں کا نہیں۔اس مسئلے کے حل کے لیے انھوں نے صحرا کی ریت کو تسلسل اور حرکت کی علامت بنایا ہے۔راشد کے آخری دور کی نظمیں انسانی عظمت کے بیان کے حوالے سے نہایت اہمیت کی حامل ہیں۔راشد نے مروجہ اوزان میں تبدیلی کی جراءت بھی کی اور قدیم اوزان میں بعض تصرفات کیے جن کے ذریعے قدیم وجدید فن کے ضابطوں میں ایک حسین امتزاج پیدا کیا۔راشد کی بڑی کامیابی یہ ہے کہ ان تصرفات کی بدولت اشعار کی موسیقیت اور داخلی توازن میں کوئی فرق نہیں آیا۔

ن۔م۔راشد نے اپنی نظم 'حسن کوزہ گر' کے چار حصوں میں ایک کہانی بیان کی ہے جس کا مرکزی کردار ایک راوی ہے جو بغداد کا حسن نامی ایک کوزہ گر ہے۔ایک روز بازار سے گزرتے ہوئے اس کی نظر عطار یوف کی دکان کے سامنے جہاں زاد پر پڑتی ہے۔

محمد حمید شاہد لکھتے ہیں کہ

"یہ بات نوٹ کرنے کی ہے احباب 'کہ نظم عین آغاز میں ہی واقعاتی تریب میں اکھاڑ پچھاڑ لاتی ہے ۔دیکھیے نظم وہاں سے شروع نہیں ہو رہی جہاں سے حسن کوزہ گر کی نظر جہاں زاد پر پڑی تھی بلکہ اس کے بیچ بہت سازمانی عرصہ گزر چکا ہے جس میں نو سال کی دیوانگی کا زمانہ بھی شامل ہے۔"(۸)

راشد نے جہاں زاد کو اس دنیا کا نمائندہ بنایا ہے جو لبھانے والی 'لذت دینے والی اور گمراہ کرنے والی ہے۔ جہاں زاد اور حسن کوزہ گر محض کردار نہیں ہیں بلکہ ان کی علامتی جہت نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ فن محض ذریعہ ءمعاش نہیں بلکہ حقیقی لگن اور خواہش کی وسعتوں سے مزین ہے جو زندگی کو روشن کرتے ہوئے انسان کے وجود میں شرارے بھر سکتی ہے ۔شاعر نے دنیا کو فاحشہ کے روپ میں دیکھا ہے عورت کو نہیں۔ حسن کوزہ گر کی زبان سے عشق کو انتہائے معرفت کا نام دیا گیا ہے۔

مرے دروں میں اک جہان بازیافتہ کی ریل پیل جاگ اٹھی
بہشت جیسے جاگ اٹھے خدا کے لاشعور میں
میں جاگ اٹھا غنودگی کی ریت پر پڑا ہوا
غنودگی کی ریت پر پڑے ہوئے وہ کوزے جو
مرے وجود سے بروں
تمام ریزہ ریزہ ہو کے رہ گئے تھے
میرے اپنے آپ سے فراق میں (۹)

عورت کے حوالے سے راشد کے خیالات میں جس کجی کا شور کیا جاتا ہے 'حسن کوزہ گر' میں وہ موجود نہیں۔ نظم کا معنوی نظام اس فکر سے مربوط نظر آتا ہے جو اس نظم میں روایت سے انحراف کی صورت میں ہے۔

راشد نے اردو نظم کو جدید رنگ و آہنگ سے آراستہ کیا۔ محسوسات سے لے کر اظہار تک نظم ایک نئی ڈگر پر گامزن ہوئی۔انھوں نے نظم کے جمود کو حرکت اور بہاؤ میں تبدیل کیا۔اس حوالے سے انھیں باغی ثابت کرنے کی کوششیں بھی کی گئیں۔راشد نے اپنی نظموں میں روایت کے گہرے شعور کے ساتھ مختلف تجربات کیے ہیں۔ان کے اسلوب کی انفرادیت روایت کے صحت مند شعور کی مرہون منت ہے۔انھوں نے تخلیقی سطح پر نیا شعور پیدا کرنے اور نئے رویوں کی تربیت اور تشکیل کا کام بھی کیا ہے۔ وہ ایک ایسے رجحان ساز شاعر ہیں جو بجا طور پر اردو شاعری کا سرمایہ ہیں۔ زمان و مکاں کی

حدود سے ماورا ہو کر آفاقی شاعر بننے والے اس شاعر کے فن کی عظمت کا اعتراف دراصل اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ اردو نظم فکر و فن کے محدود دائرے سے نکل کر حقیقی معنوں میں وسعت آشنا ہو چکی ہے۔

حوالہ جات

1۔ڈاکٹر آفتاب احمد' ن۔م۔راشد۔شاعر اور شخص' لاہور: ماورا پبلی کیشنز 1989' ص 71

2۔ڈاکٹر محمد فخر الحق نوری' مطالعہ راشد چند نئے زاویے' فیصل آباد: مثال پبلشرز 2010ء' ص236

3۔ڈاکٹر تبسم کاشمیری' لا ــــ راشد' لاہور: نگارشات 1994' ص249

4۔کلیات راشد'

5۔ڈاکٹر انور سدید' اردو ادب کی تحریکیں' کراچی: انجمن ترقی اردو' 1985ء' ص
587

6۔کلیات ن۔م۔راشد

7۔ڈاکٹر انور سدید' جدید نظم کے ارباب اربعہ' لاہور: مقبول اکیڈمی' 2006' ص28

8۔محمد حمید شاہد' راشد۔میراجی۔فیض' فیصل آباد: مثال پبلشرز' 2014' ص108

9۔کلیات راشد